اقبال انصاری

اپنے فن کے آئینے میں

وادبا
ا د

مرتب
تابندہ جبین

اقبال انصاری

اپنے فن کے آئینے میں

مرتب

تابندہ جبین

ادارہ ادب اسلامی ہند

2703، بارہ دری، بلیماران، دہلی۔ 110006

52879
3/3/07

© ادارۂ ادب اسلامی ہند

کتاب : اقبال انصاری—اپنے فن کے آئینے میں

مرتب : تابندہ جبین

صفحات : 112

ناشر : ادارۂ ادب اسلامی ہند
2703، بارہ دری، بلیماران، دہلی۔6
فون:23945234

کمپوزنگ، سرِ ورق : شاہکار آرٹس، 2703، بارہ دری، بلیماران، دہلی۔6

فون : 9810686944

اشاعت : 2007ء

قیمت : -/100 روپے

Iqbal Ansari—Apne Fan Ke Aine Men

Price : Rs.100/-

Publisher:
Idara-e-Adab-e-Islami Hind
2703, Baradari, Ballimaran
Delhi-110006
Ph.: 23945234

مطبوعہ: ایم۔ایس۔انصاری پرنٹرس، دہلی-6

فہرست

تبصرے—

پیش گفتار

چند سال قبل دہلی یونیورسٹی میں ایم۔ اے۔ کی تعلیم کے دوران کسی رسالے میں میں نے اقبال انصاری کا افسانہ ''وہ ایک خواہش'' پڑھا تو اس نے مجھے اس قدر متاثر کیا کہ یونیورسٹی لائبریری میں ان کے افسانوں کے جو مجموعے اس وقت موجود تھے سارے پڑھ ڈالے۔ بس اس کے بعد سے ہی ان کے افسانے پڑھنے کا سلسلہ جاری ہے، اور اب مجھے بے حد خوشی ہے کہ جناب اقبال انصاری صاحب کے فن پر نامور اہل قلم اور تبصرہ نگار حضرات کی نگارشات کو مرتب کرنے کی سعادت حاصل ہو رہی ہے۔

اقبال انصاری کا شمار دورِ جدید کے ممتاز و منفرد افسانہ نویسوں اور ناول نگاروں میں ہوتا ہے۔ پریم چند کی طرح اقبال انصاری کے یہاں بھی زندگی کی تلخ اور کھردری حقیقتوں کا اظہار ملتا ہے۔ ان کے افسانے سماج کی بے رحم سچائیوں کا انکشاف کرتے ہیں۔ وہ زندگی کے دُکھ درد، اس کے مسائل و مشکلات کا بیان بہت واضح اور نمایاں انداز میں اس طرح کرتے ہیں کہ ان کو پڑھ کر ذہن غور فکر پر مجبور ہو جاتا ہے۔ سماج کی وہ عام حقیقتیں جن سے سماج کا ہر باشعور فرد واقف ہے، ان کا بیان وہ اس خاص انداز میں کرتے ہیں کہ قاری کے اندر ایک نیا احساس پیدا ہو جاتا ہے اور ذہن کے بند دریچے خود بخود کھل جاتے ہیں۔

ان کے افسانوں نے اردو افسانہ کو ایک نئی جہت دی ہے۔ ان کی ایک خوبی جو انہیں کا امتیاز ہے، وہ ہے ان کے افسانوں کا تجسس اور تحیر سے پُر انداز، اور خاص کر چونکا دینے والا اختتامیہ جس کی قاری کو بالکل توقع نہیں ہوتی۔ وہ بہت باریک بینی سے اپنے قاری کو ذہنی طور پر دوسرے (Track) کی طرف لے جاتے ہیں اور آخر تک آتے آتے بالکل غیر متوقع انجام پر افسانہ اچانک وہاں ختم ہوتا ہے جہاں سے ذہن غیر معمولی طور پر متاثر ہوتا

ہے۔ان کے افسانوں کا عام طور پر حیرت ناک اختتام پڑھنے والے کو جھنجھوڑ کر رکھ دیتا ہے اور تا دیر ذہن پر وہ افسانہ چھایا رہتا ہے، یہ ان کی عظمت کا ثبوت ہے۔

ایک اچھے افسانہ نگار کے لئے ضروری ہے کہ اس کا مطالعہ ومشاہدہ وسیع وعمیق ہو۔وہ علم وادب کا ماہر ہونے کے ساتھ ساتھ اپنے عہد کا ترجمان ہو، سماج کے مسائل ومشکلات سے آگاہ اور اس میں پھیلی ناہمواریوں اور خرابیوں پر اس کی گہری نظر ہو۔تعمیری قدروں کا معترف وحامل ہو اور سماج میں اپنے قلم سے بدلاؤ لانے کا جذبہ وتڑپ رکھتا ہو۔یہ تمام صفات اقبال انصاری صاحب کے یہاں موجود ہیں۔زبان وبیان کی سادگی، شائستگی، سلاست اور شگفتگی ان کے افسانوں کا خاصہ ہے اور وہ اسلوب، فن اور تکنیک کے اعتبار سے بہت معیاری ہوتے ہیں۔ان میں ذہن کو متاثر کرنے کی ایسی کیفیت ہوتی ہے کہ قاری شروع سے آخر تک افسانے سے بندھا رہتا ہے اور اس کی دلچسپی پوری طرح برقرار رہتی ہے۔ان کا کوئی افسانہ شروع کرنے کے بعد ختم کئے بغیر نہیں رہا جا سکتا۔

اقبال انصاری کے افسانوں میں زبردست معلوماتی فضا ملتی ہے جو ان کے گہرے شعور کا پتہ دیتی ہے اور ان کی دوسرے افسانہ نگاروں سے علٰحدہ شناخت قائم کرتی ہے۔ اپنے افسانوں میں وہ جانوروں کا ذکر کرتے ہیں تو ان کے وزن، قد، جسامت، عادات وخصوصیات کا بیان بڑی باریک بینی سے کرتے ہیں، جنگلات کا بیان کرتے ہیں تو ان کے نام، وہاں کے ماحول کا بیان اور صرف اس کی منظر کشی ہی نہیں کرتے بلکہ ان کے علاوہ آس پاس بسنے اور رہنے والے لوگوں کے رسم ورواج، طور طریقے اور رہن سہن کا تذکرہ بھی بخوبی کرتے ہیں۔جغرافیائی حالات اور نباتات پر گفتگو بھی بہت وضاحت کے ساتھ ان کے افسانوں میں ہوتی ہے۔اس کے علاوہ بہت ساری دیگر معلومات کا بیان بھی ان کے یہاں ملتا ہے جو قاری کو ذہنی خوشگواری فراہم کرنے کے ساتھ ہی محو حیرت بھی کرتا ہے۔

مثال کے طور پر ان کے افسانہ ''وہ ایک خواہش'' میں معلومات کا خزانہ موجود ہے جو قاری کی دلچسپی کو برقرار رکھتے ہوئے اس کے علم میں اضافہ کرتا ہے۔اس افسانے کا مرکزی کردار برکھا میلانوسس (Melanosis) کی مریضہ ہے۔کہانی کے تقاضے کے پیش نظر انھوں نے بہت حیرت انگیز طبی معلومات فراہم کی ہیں۔

ان کے افسانے کا کوئی بھی کردار ہو اقبال انصاری صاحب اس کی نفسیات سے گہری

واقفیت اور ہر کردار میں پیدا ہونے والی کیفیات، جذبات اور احساسات سے مکمل آگاہی رکھتے ہیں۔ افسانہ پڑھتے وقت ایسا محسوس ہوتا ہے کہ افسانہ نگار نہیں بلکہ وہ کردار خود ہی مخاطب ہے اور یہی وہ خوبی ہے جو قاری کو اپنی مضبوط گرفت میں لئے رہتی ہے۔ سچی بات تو یہ ہے کہ کردار نگاری کے فن میں انہیں کمال حاصل ہے۔ ان کے کردار حقیقت نگاری کا ایسا نمونہ ہوتے ہیں جو ذہن و دل پر نقش ہو جاتے ہیں۔ ان کے افسانوں میں بھرپور سماجی، اقتصادی، معاشرتی اور تہذیبی شعور ملتا ہے۔ ان کا ہر افسانہ اس کی بھرپور گواہی پیش کرتا ہے۔

ان کے یہاں موضوعات کا تنوع پایا جاتا ہے اور ان میں یکسانیت نہ ہونے کی وجہ سے قاری کو جدت اور نئے پن کا احساس ہوتا رہتا ہے اور اس کی دلچسپی بنی رہتی ہے۔

ایک آخری بات، جس کو اولاً درج ہونا چاہئے کہ جناب اقبال انصاری کی بیشتر نگارشات، حرص و ہوس کے رسیا اور پاکیزگیِ فکر و خیال سے کد رکھنے والے نام نہاد قلم کاروں کی تخلیقات سے یکسر مختلف ہوتی ہیں، اور ان میں صالح و تعمیری رجحانات، بلکہ جگہ جگہ اسلامی تصورات کا حسین عکس محسوس ہوتا ہے۔ جہاں جہاں یہ صورت ہوتی ہے، فن کے ساتھ مقصدِ فن، بلکہ فن کار بھی بلند نظر آتا ہے:

یہ رتبۂ بلند ملا جس کو مل گیا

مختصر یہ کہ اقبال انصاری دورِ جدید کے افسانہ نگاروں میں اپنی ایک الگ شناخت اور منفرد مقام رکھتے ہیں۔

مجھے امید ہے کہ زیرِ نظر کتاب "اقبال انصاری کے فن پر مجتمع تحریروں سے ایک نئی روشنی حاصل کر کے، ان کے فن کے دل کش گوشوں کو مزید اجاگر کرے گی، اور اہلِ ذوق اپنے دور کے ایک منفرد افسانہ نگار (اور ناول نویس) کی عظمتوں سے صحیح معنوں میں آگاہ ہو سکیں گے۔

—— تابندہ جبین

۲۵۲۵، بارہ دری، بلیماران
دہلی۔۱۱۰۰۰۶
۲۵ر جنوری ۲۰۰۷ء

اقبال انصاری کے افسانے

□ ڈاکٹر مناظر عاشق ہرگانوی

اقبال انصاری کے افسانے اور ناول نباتاتی، جغرافیائی، تاریخی و سائنسی معلومات سے بھرپور ہوتے ہیں...... ان کے یہاں زبان سادہ اور پُر کار ہوتی ہے۔ عمومی موضوع کو بھی برتنے میں انفرادیت برقرار رکھتے ہیں اور بیانیہ پر زور دیتے ہیں۔ نفسیات سے کام لے کر گرہ کشائی کرنے میں ژرف بینی کا ثبوت دیتے ہیں۔ یہی وجوہ ہیں کہ ناقدین نے جامعیت اور جاذبیت کو مدنظر رکھ کر مضامین لکھے ہیں۔

○○

اقبال انصاری کی کہانیاں

□ ڈاکٹر قاسم فریدی

اقبال انصاری کی کہانیاں، سیدھی اور پُر اثر ہوتی ہیں۔ ۱۹۸۰ء کے بعد جو افسانہ نگار سامنے آئے ہیں، اور جن کے فنی کمالات باعثِ افتخار بنے ہیں ان میں اقبال انصای ممتاز مقام کے حامل ہیں۔ ان کی کہانیوں میں جو ندرت، چمک اور زندگی کی تاب و توانائی ہے وہ نئی فکر اور نئی Sensibility کو جنم دیتی ہے۔ ان کی کہانیاں ہمارے آس پاس کی زندگی کے اچھے برے نتائج سے مملو ہوتی ہیں، اس لئے ان میں زندگی کی تازگی اور تاثیر نظر آتی ہے۔

ڈاکٹر امام اعظم کی یہ رائے قابلِ غور ہے "اقبال انصاری نے بلاشبہ فکشن کو نئی زندگی اور تازگی عطا کی ہے۔ کسی بھی کہانی کی حیات اور قدر و قیمت اس کی انفرادیت اور Freshness پر منحصر ہوتی ہے۔ اقبال انصاری کے یہاں تجسس، تحیر اور بھرپور تاثر قدم قدم پر ملتا ہے۔" ڈاکٹر امام اعظم کی اس رائے سے یقیناً اتفاق کیا جاسکتا ہے کیونکہ اقبال انصاری کی کہانیوں کا جو امتیازی وصف ہے وہ ان کا چونکانے اور حیرت زدہ رکھنے والا انداز ہے۔ کہانی کو جس حسین اور حیرت ناک طریقے سے اختتام تک اقبال انصاری لے جانے کا ہنر جانتے ہیں وہ ان کے ایک ماہر کاریگر ہونے کا ثبوت فراہم کرتا ہے۔

○○

اقبال انصاری کا ٹریٹ منٹ

□ حسن مثنیٰ

اقبال انصاری نے اپنے افسانوں میں مختلف زبانوں..... انگریزی، اردو، ہندی، پنجابی، بنگلہ، فارسی وغیرہ کو اہلِ زبان کی طرح نہایت چابکدستی سے استعمال کیا ہے اور اپنے افسانے کا حصہ بنا دیا ہے جو کہ ان کی ایک بڑی خوبی ہے۔ انھوں نے ان زبانوں کے استعمال سے اپنے افسانوں میں نہ صرف نئے نئے تجربات کیے ہیں بلکہ بے شمار گل بوٹے کھلائے ہیں۔ زود نویسی کے باوجود ان کے اسلوب کی دلکشی، ثوات بیان، موضوعات میں نیا پن اور رنگارنگی بدرجۂ اتم موجود ہے جو کہ ایسے قلم کاروں کے حصے میں شاذ ہی آتا ہے۔ ایسے قلم کار اکثر و بیشتر اپنے آپ کو دوہرانے لگتے ہیں، لیکن اقبال انصاری ان خامیوں سے مبرّا ہیں، کیونکہ زود نویسی کے باوجود انھوں نے اپنے سبھی افسانوی مجموعوں میں متنوع موضوعات کا احاطہ کر کے ہمیں چونکا دیا ہے جو ایک عمدہ افسانہ نگار کی خوبی ہوا کرتی ہے۔

اقبال انصاری کے موضوعات جدید تو ہیں ہی، ان کے ذریعے پیش کیے گئے گردوپیش کا منظر بھی جدید ہے۔ ان کے افسانوں کو پڑھتے وقت ایسا محسوس ہوتا ہے کہ وہ سبھی کردار جن کے ذریعے وہ اپنی بات کہنا چاہتے ہیں، اپنا بالکل فطری حرکات وسکنات کے ذریعے قاری کی توجہ اپنی طرف مبذول کرانے میں کامیاب ہوتے جا رہے ہیں۔ شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ اقبال انصاری راست بیانیہ کے ذریعے منظر اور پس منظر دونوں کو

اپنے حصار میں لے لیتے ہیں اور اس طرح افسانہ ایک خود رو پودے کی مانند ارتقا کے مراحل طے کرتا چلا جاتا ہے اور ہمیں نہ صرف فرحت و انبساط بخشتا ہے بلکہ غور و خوض کی دعوت بھی دیتا ہے۔ انھیں پڑھتے وقت ان کے اس افسانوی انداز بیان کا قائل ہونا پڑتا ہے جس میں قصہ گوئی کا سا جادو ہے جو قاری کو اپنی گرفت میں باندھے رہتا ہے۔ ایسا کرنے کے لیے وہ پہلے ماحول تیار کرتے ہیں پھر اسی ماحول میں کردار اور مکالموں کے ذریعے رنگ بھرتے ہیں اور یہی کردار و مکالمے افسانے کو تقویت بخشتے ہیں کیونکہ ان عناصر کے ذریعے ہی ہم پر افسانہ نگار کے اندر موجود زمانے کا کرب، تجربہ کو انگیز کر لینے کا ہنر، مشاہدے کی باریک بینی اور زورِ بیان پر قدرت وغیرہ آشکار ہوتے ہیں اور اس میں شک نہیں کہ اگر کسی افسانہ نگار کے یہاں یہ ساری خوبیاں موجود ہوں تو افسانہ تہہ داری سے پُر ہوگا اور فن کار کے فن کی بقا کا ضامن بھی۔ اُن کے کسی بھی افسانے کا مطالعہ کیجیے، آپ پر یہ راز منکشف ہو جائے گا کہ زبان کو عمدہ طریقے سے برتنے اور اپنا پیغام نہایت سلیقے سے پہنچانے میں وہ کس حد تک کامیاب ہیں۔ 'میں مرنا نہیں چاہتا'، 'رابی'، 'جنگلی'، 'زوپی'، 'چاندنی' ہی نہیں ان کے سبھی افسانوں میں انکا ٹریٹ منٹ نہایت نرالا ہے جو ان کے فن کو جلا بخشتا ہے۔

○○